DEPARTMENT OF URDU

Langat Singh College, Muzaffarpur

NAAC Grade – 'A'

(A Constituent unit of B.R.A. Bihar University, Muzaffarpur)

DR. MUSTAFIZ AHAD
Assistant Professor
Mob- 9955722260, 9472079131

Email:- ahadmustafiz@gmail.com
lscollegeprincipal@gmail.com

Ref. No:.....................

Date :.........................

B.A. Urdu (Hons) part III

Paper VII

Topic :- Hazrat Abubakar Raziallaho Anho ka Intakhab aur khelafate siddiqui

M ahad
13/8/20

ڈاکٹر مستفیض احمد

حضرت ابوبکرؓ کا انتخاب
اور
خلافت صدیقی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوتے ہی سب سے اہم مسئلہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے آیا وہ انتخاب خلیفہ کا مسئلہ تھا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین سے پہلے ہی اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں اکٹھا ہوئے اور جو مہاجرین بھی وہاں پہنچ گئے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے انصار کی خوبیاں، خدمات اور فضائل بیان کیے اور خلافت کا حق دار انصار کو بتایا۔ بعض انصار نے تائید کی۔ کسی نے کہا اگر مہاجرین نہ مانیں تو؟ اس کا جواب انصار ہی میں سے کسی نے یہ دیا کہ ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر ان میں سے ہونا چاہئے۔ اتنے میں مہاجرین پہنچ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کچھ اظہار خیال کرنا چاہتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں روک دیا اور خود بڑی متانت اور سنجیدگی سے تقریر فرمائی۔ آپ نے انصار اور مہاجرین دونوں کے فضائل بیان کیے۔ خصوصیت سے انصار کے جذبۂ ایثار کو تفصیل سے بیان کیا یعنی جہاں تک فضائل اور خدمات کا تعلق ہے تو انصار اور مہاجرین دونوں کے ہی فضائل اور خوبیاں قابل بیان ہیں۔ اس پہلو سے کوئی بھی کسی سے کم نہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "الائمۃ من قریش" یعنی امام اور خلفا قریش میں سے ہونا چاہئے۔ کیونکہ عرب کے لوگ ابھی نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ اسلامی تعلیمات ابھی ان کے ذہن و دماغ میں اچھی طرح رچی بسی نہیں ہے۔ اس لئے وقتی مصلحت کا تقاضا ہے کہ خلفا قریش ہی میں سے ہوں ورنہ اہل عرب کسی اور کی سرداری قبول نہیں کریں گے۔ البتہ مشورہ میں اور انتظامات میں انصار کے مسلمانوں کو شریک کیا جائے گا۔ فرمان نبوی کے سامنے آ جانے پر یہ بات طے ہو گئی کہ خلیفہ قریش سے ہی یعنی مہاجرین میں سے ہونا چاہئے۔ اب یہ سوال باقی رہا کہ کون شخص خلیفہ ہو؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دو نام پیش کیے ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اور دوسرا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جلدی سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر کہا میں سب سے پہلے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں

آپ کے ہوتے ہوئے دوسرا کوئی ہرگز خلافت کا مستحق نہیں ہو سکتا۔
حضرت عمرؓ نے بیعت کر لی۔ پھر انصار اور مہاجرین سب نے برضا و رغبت حضرت ابوبکرؓ
کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ صرف حضرت سعد بن عبادہؓ نے بیعت نہیں کی لیکن انہوں
نے کبھی آپ کے خلاف کوئی کوشش بھی نہیں کی اور نہ حضرت ابوبکرؓ نے ان پر جبر کیا۔
وہ شام چلے گئے اور وہیں زندگی گزار دی۔

ابوبکرؓ کا خطبہ خلافت

(1) اے لوگو! میں تمہارا حاکم بنا دیا گیا ہوں حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔
(2) اگر میں اچھا کام کروں تو میری مدد کرو۔
(3) اگر میں غلطی کروں تو میری اصلاح کرو
(4) دیکھو سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔
(5) تم میں جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک طاقتور ہے۔ میں اس کا حق دلا کر رہوں گا۔
(6) تم میں جو شخص طاقتور ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے۔ میں اس سے لوگوں کا حق دلوا کر رہوں گا۔
(7) جو لوگ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا چھوڑ دیتے ہیں اللہ انہیں ذلیل کر دیتا ہے
(8) جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے خدا اس میں مصیبت عام کر دیتا ہے
(9) جب تک میں اللہ اور رسول کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرتے رہنا
(10) اگر میں خدانخواستہ اللہ اور رسول کی نافرمانی کروں تو تم میری اطاعت سے آزاد ہو

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مختصر تعارف

آپؓ کا نام اسلام قبول کرنے سے پہلے عبدالکعبہ تھا۔ لیکن یہ نام غلط تھا۔
کیونکہ اس کا مطلب کعبہ کا بندہ حالانکہ انسان اللہ کے علاوہ کسی کا بندہ اور غلام نہیں
ہو سکتا اس لئے آپؓ نے جب اسلام قبول کیا تو حضور ﷺ نے آپ کا نام عبداللہ رکھ دیا

ص۔ت۔ا

آپؓ کی کنیت ابوبکر اور لقب صدیق اور عتیق ہے۔ آپ کے والد کا نام ابوقحافہ عثمان
ہے والدہ کا نام ام الخیر سلمیٰ ہے۔ آپؓ کے قبیلہ کا نام بنو تیم ہے جو قریش کی ایک شاخ تھی۔
آپ کا سلسلہ نسب چھٹی پشت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے مل جاتا ہے۔
آپؓ رسولؐ سے سوا دو سال چھوٹے تھے اور اتنی ہی مدت کے بعد انتقال ہوا۔
لہٰذا حضورؐ کی اور آپؓ کی عمر برابر رہی یعنی ۶۳ سال۔

قبولِ اسلام

آپؓ اچھے اخلاق کے مالک تھے اور اپنی دولت سے خدمتِ خلق کا کام کیا کرتے
تھے خوبیوں کا حال آپ کے پاس جمع ہوتا تھا آپ علم الانساب کے ماہر تھے۔ آپ
بچپن اور لڑکپن ہی سے حضورؐ کے دوست تھے اور حضورؐ کی عادات اور اخلاق سے
بخوبی واقف اور متاثر تھے۔ اسی لئے حضورؐ کو جب اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز کیا
اور آپؐ نے اسلام کی دعوت دینا شروع کی تو سب سے پہلے جو لوگ ایمان لائے
ان میں سرفہرست حضرت ابوبکرؓ ہیں۔

تبلیغِ اسلام

اسلام قبول کرنے سے پہلے آپؓ ایک کامیاب اور بڑے تاجر تھے اور بڑے
بڑے تاجروں سے آپ کے تعلقات تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے اپنے اثر و
رسوخ اور باہمی تعلقات کو اسلامی تعلیمات اور اسلام کی تبلیغ میں استعمال کیا۔
آپ نے اسلام قبول کرتے ہی دو کام شروع کر دیئے ایک یہ کہ اپنے اہل خانہ کو اسلام کے
ساتھ منسلک کرنا شروع کر دیا۔ دوسرے یہ کہ اسلام کی تبلیغ شروع کر دی اور دعوت و
تبلیغ میں حضورؐ کا ہاتھ بٹانا شروع کر دیا۔ حضورؐ تبلیغ کی غرض سے جہاں کہیں تشریف
لے جاتے حضرت ابوبکرؓ آپ کے ہمراہ ہوتے۔ آپؓ ہی کی کوششوں سے ان بڑے بڑے
لوگوں نے جو عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں، اسلام قبول کیا تھا۔ بہت سے غلام
مسلمانوں کو جنہیں اسلام قبول کرنے سے ستایا جاتا آپؓ نے خرید خرید
کر آزاد کر دیا۔

ص ت د

ہجرت: آپؓ نے اسلام کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ اسلام کی خاطر اپنا گھر،
مکان، کاروبار، عزیز، پیارے اور ملک ہر چیز کو چھوڑ دیا۔ اس طرح حضور ﷺ کے
ساتھ مدینہ کو ہجرت فرمائی اور یارِ غار ہونے کی فضیلت حاصل کی۔

غزوات میں شرکت

ہجرتِ مدینہ کے بعد جب کفار سے لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت ابوبکرؓ
ہر غزوہ میں شریک ہوئے۔ غزوہ بدر ۲ھ کے قیدیوں کو معاوضہ لے کر چھوڑنے کی آپؓ
ہی کی تجویز پر حضور ﷺ نے عمل فرمایا تھا۔ غزوہ احد ۳ھ اور غزوہ حنین ۸ھ میں
مسلمانوں کی اپنی صفوں میں کمزوریوں کی وجہ سے مسلمانوں کو شکست ہو گئی تھی اور مسلمان
بھاگ کھڑے ہوئے تھے لیکن دونوں موقعوں پر حضرت ابوبکرؓ پہاڑ کی طرح جمے رہے۔ آپ
اپنی جگہ سے نہیں ہٹے۔ غزوہ بنو نضیر ۴ھ، غزوہ خندق ۵ھ، صلح حدیبیہ
۶ھ، غزوہ خیبر ۷ھ، غزوہ فتح مکہ ۸ھ، غزوہ تبوک ۹ھ ہر ایک
میں آپؓ نے اپنا مخصوص کردار ادا کیا۔ غزوہ تبوک کے موقع پر حضور ﷺ نے
مالی اعانت چاہی تو آپؓ اپنا کل اثاثہ لے آئے۔ غزوہ تبوک میں جھنڈا بھی آپ
ہی کے ہاتھ میں تھا۔ ۹ھ کے حج میں حضور ﷺ نے امیر الحج بھی آپ ہی کو بنایا تھا۔
اور آپ ہی کی امارت میں حضرت علیؓ نے حضور ﷺ کی طرف سے وہ اعلان
پڑھ کر سنایا تھا جس کے ذریعہ اسلام اور کفر کی حدود کو الگ الگ کر دیا گیا تھا۔
حضور ﷺ کی آخری بیماری میں آپ ہی کو نماز کا امام بھی بنایا گیا تھا۔

استقامت

ربیع الاول ۱۱ھ میں حضور ﷺ کا انتقال ہوا تو لوگوں پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ حضرت عمرؓ
تلوار لے کر غم سے پاگل بیٹھے کہ جو یہ کہے گا کہ حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا
تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ حضرت ابوبکرؓ اس موقع پر ایک چٹان کی طرح ثابت قدم
رہے اور آپؓ نے صاف اعلان کیا جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا وہ اسے
جان لے اور سمجھ جانا چاہئے کہ محمد ﷺ پر موت طاری ہو گئی۔ اور جو شخص اللہ کی
عبادت کرتا تھا اس کے لئے مایوسی کا کوئی سوال ہی نہیں۔ کیونکہ وہ زندہ ہے
اور ہمیشہ رہے گا اللہ ہے۔

13/8/20